بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا اپنی حاملہ بیوی سے جھگڑا ہوا، جس پر میں نے اسے تین مرتبہ طلاق دی، جس کے الفاظ یہ تھے "میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، میں تمہیں طلاق دیتا ہوں" میرے چار بچے ہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ کتنی طلاقیں واقع ہوئی اور رجوع کی کوئی صورت ممکن ہے یا نہیں؟ نیز غیر مقلدین کا منسلکہ فتویٰ قرآن وسنت اور ائمہ اربعہ کے اقوال کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟

مستفتی: غلام اکبر

پتہ: موضع کھر غربی، سنانواں

موبائل نمبر: 03016845538

شوہر غلام اکبر کے دستخط اور انگوٹھے کا نشان

غلام اکبر



(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



معہد الشریعۃ والصناعۃ (رجسٹرڈ)

SHARIYA & TECHNICAL INSTITUTE

Ph. & Fax: 0092-66-2242671 E-mail: ka.mahad@hotmail.com

Date: 10-09-2018 Ref. 1166-10Sep-18

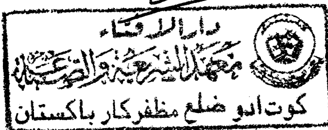
الاستفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

غلام اکبر ولد غلام حسن قوم چکرانی سکنہ متصل کھنڈی P/O سناواں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ نے اپنی بیوی مسماۃ آمنہ مائی دختر چاکر علی قوم چکرانی سکنہ کھنڈی P/O سناواں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ کو ایک مجلس کی تین طلاق مورخہ 26/8/18 کو دے دیں جبکہ اس سے قبل اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور عورت حاملہ ہے۔ اب دونوں اپنا گھر بسانا چاہتے ہیں کیا اب خاوند اپنی مطلقہ بیوی سے عدت کے اندر اندر بغیر کسی شرط کے رجوع کرکے اپنا گھر آباد کر سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فتویٰ دیا جائے۔

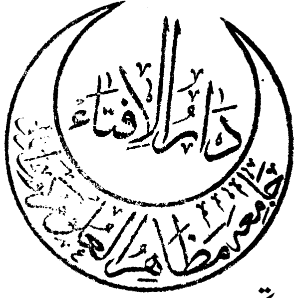
الجواب بعون الوھاب۔ ایک مجلس کی تین طلاق شرعاً ایک رجعی طلاق ہے جسکے بعد خاوند اپنی بیوی سے عدت کے اندر اندر بغیر کسی شرط کے رجوع کر سکتا ہے۔ ترجمہ ایت کریمہ (اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکے رحم میں پیدا کیا ہو اسے چھپائیں اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر یقین ہو اور انکے خاوند اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے پورے حقدار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو)۔ الخ (آیت نمبر 228 سورۃ البقرہ پارہ نمبر 2) ترجمہ ایت کریمہ: (حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے) الخ۔ (سورۃ الطلاق آیت نمبر 4 پارہ نمبر 28) ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں اور عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت کے ابتدائی دو سال تک ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک رجعی طلاق شمار کیا جاتا تھا الخ (مسلم شریف ص 477 جلد 1، مسند امام احمد ص 409، جلد 1، مسند امام شافعی ص 190 جلد 1)، بلکہ معرفۃ السنن والاثار بیہقی ص 464 جلد 5) ابن عباسؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ کے حکم سے تین طلاق کو ایک طلاق شمار کیا جاتا تھا۔ بلکہ عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ خلافت کے آخر میں دوبارہ اسی مسئلہ پر رجوع کر لیا تھا (اغاثۃ اللھفان ص 310 جلد 1) اور تین طلاق کو ایک طلاق شمار کیا کرتے تھے الخ (معرفۃ السنن والاثار 466 جلد 5)۔ عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس کی تین طلاق دے دیں پھر اس بات پہ بہت غمگین تھا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تو نے اسے کیسے طلاق دی ہے اس نے کہا میں نے اسے تین طلاق دی ہیں آپ ﷺ نے پوچھا ایک مجلس میں اس نے کہا جی ہاں ایک مجلس میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ایک طلاق ہے اگر تو رجوع کرنا چاہے تو رجوع کرلے تو اس نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا تھا (مسند امام احمد ص 347 فتح الباری ص 455,54 جلد 9، مسند ابی یعلی الموصلی ص 458 جلد 1، السنن الکبری بیہقی ص 339 جلد 7) نبی ﷺ اور ابو بکر، عمر فاروق کے زمانے میں یہی معمول تھا اور عبداللہ بن عباس، علی ابن ابی طالب، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم کا یہی فتویٰ ہے (منۃ المنعم ص 433 جلد 2، اتحاف الکرام ص 320 جلد 1)

۔ لہٰذا ان دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق شرعاً ایک رجعی طلاق ہے۔ جسکے بعد غلام اکبر ولد غلام حسن قوم چکرانی اپنی بیوی آمنہ مائی دختر چاکر علی قوم چاکرانی سے عدت کے اندر اندر بغیر کسی شرط کے رجوع کر سکتا ہے۔ کیونکہ حلالہ والی شرط حرام ہے ﴿حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی لعنت ہے﴾۔ الخ (ابن ماجہ ص 139 جلد 1، مسند امام احمد ص 589,585 وغیرہ۔)

نوٹ ☆ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے اور غیر حاملہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔



Ward No.14-C Pattal Road Kot Adu Distt. M.Garh * وارڈ نمبر C-14، پتل روڈ، کوٹ ادو، ضلع مظفرگڑھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلّیاً

صورتِ مسئولہ میں جب آپ نے اپنی آباد شدہ بیوی کو کہا کہ ”میں تمہیں طلاق دیتاہوں، میں تمہیں طلاق دیتاہوں، میں تمہیں طلاق دیتاہوں“ تو تینوں طلاقیں واقع ہو کر نکاح ختم ہو گیا اور حرمتِ مغلّظہ ثابت ہو گئی اور اب رجوع بھی نہیں ہو سکتا، البتہ مطلّقہ عدت گزارنے کے بعد اگر کسی دوسرے آدمی سے شرعی گواہوں کی موجودگی میں مہر کے ساتھ نکاح کرلے اور وظیفۂ زوجیت کے بعد دوسرا شوہر فوت ہو جائے یا وہ طلاق دیدے تو اس دوسرے شوہر کی عدت گزرنے کے بعد دوبارہ سابقہ شوہر سے نئے مہر کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو سکتا ہے۔

واضح رہے کہ ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی (خواہ ایک جملہ سے ہوں یا الگ الگ جملوں سے ہوں) دینا اگرچہ شرعاً ناپسندیدہ ہے اور حکومت کو اس کے متعلق تعزیری قانون بنا کر عملی طور پر نافذ کرنا چاہیے، تاہم قرآن و حدیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیصلوں کی روشنی میں تینوں طلاقیں واقع ہو کر نکاح ختم ہو جاتا ہے اور حرمتِ مغلّظہ ثابت ہو جاتی ہے، نیز امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ الغرض جمہور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم اور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مسلک ہے اور سعودی حکومت کے مقرر کردہ علماء بورڈ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسئلہ میں علماءِ غیر مقلدین (اہلِ حدیث) کا مؤقف علمی اعتبار سے درست نہیں، اور اس پر عمل کرنا اور تین طلاقوں کے بعد مطلّقہ کا اپنے سابقہ شوہر کے ساتھ میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں، سخت گناہ ہے۔

ذیل میں اختصار کے ساتھ قرآن کریم، احادیثِ مبارکہ، آثارِ صحابہؓ اور عباراتِ فقہ ملاحظہ ہوں:

(1). الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ [البقرة : 22 9]

”طلاق دو مرتبہ کی ہے، پھر خواہ قاعدہ کے مطابق اسے رکھ لے، خواہ اچھے طریقہ سے چھوڑ دے“

اس آیتِ کریمہ سے علماءِ کرام نے ایک دفعہ میں تین طلاقیں دینے سے تینوں کے واقع ہونے پر استدلال کیا ہے، وہ اس طرح کہ آیتِ کریمہ کا مضمون یہ ہے کہ طلاق دو دفعہ کی ہے، اس میں دونوں احتمال ہیں کہ دو طلاقیں الگ الگ طہر میں دے یا ایک ساتھ دے، بہر صورت دونوں واقع ہوں گی، اور جب ایک

(جاری ہے---)

وقت میں دو طلاقیں واقع ہو سکتی ہیں تو تین بھی واقع ہو جائیں گی کیونکہ دو اور تین میں فرق کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں "باب من اجازالطلاق الثلث" میں تین طلاقوں کے واقع ہونے پر اسی آیتِ کریمہ سے استدلال کیا ہے۔



"أحكام القرآن للجصاص" میں ہے:

فحكم بتحريمها عليه بالثالثة بعد الإثنتين ولم يفرق بين إيقاعهما في طهر واحد أو في أطهار: (أحكام القرآن للجصاص - 2 / 83)

دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق کی وجہ سے بیوی کے لئے شوہر پر حرام ہونے کا حکم ہے، خواہ اُس نے یہ طلاقیں (اپنی بیوی کے) ایک پاکی کے زمانے میں دیں یا اُس کے پاکی کے مختلف زمانوں میں دیں۔

"تفسير القرطبي" میں ہے:

قال علماؤنا واتفق أئمة الفتوى على لزوم إيقاع الطلاق الثلاث في كلمة واحدة: (تفسير القرطبي - 3 / 120)

ہمارے علمائے کرام کا کہنا یہ ہے کہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں واقع ہونے پر تمام اہلِ فتوی اماموں کا اتفاق ہے۔

"التفسير المظهري" میں ہے:

أجمعوا على انه من قال لامراته أنت طالق ثلاثا يقع ثلاثا بالإجماع:(التفسير المظهري :1 / 300)

یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو ان الفاظ "تمہیں تین طلاقیں ہیں" کے ساتھ طلاق دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

(2). يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا[الطلاق : 1]

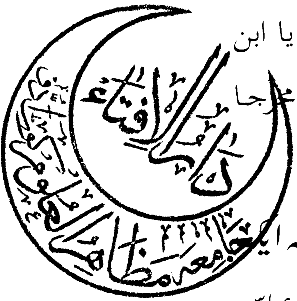
ترجمہ: "اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو، اور عدت کو اچھی طرح شمار کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے، ان عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو، اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں، اور یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود ہیں اور جو کوئی اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود سے آگے نکلا تو اس نے خود اپنی جان پر ظلم کیا، تم نہیں جانتے، شاید

(جاری ہے۔۔۔)

اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔"

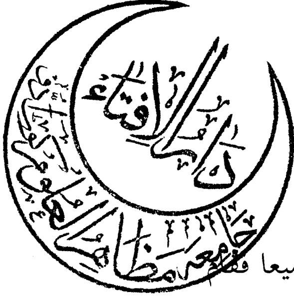
اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ تعالی نے وہ طلاق مشروع کی ہے جس کے بعد عدت شروع ہو، تاکہ طلاق دینے والے کو اختیار ہو چاہے تو عمدہ طریقہ سے بیوی کو رکھ لے یا اچھے طریقہ کے ساتھ چھوڑ دے اور یہ اختیار اگرچہ ایک لفظ میں رجعت سے پہلے تین طلاق جمع کر دینے سے حاصل نہیں ہو سکتا لیکن آیت کے ضمن میں ہی دلیل موجود ہے کہ یہ طلاق بھی واقع ہو جائے گی، اگر واقع نہ ہوتی تو وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والا نہ کہلاتا اور نہ اس کے سامنے دروازہ بند ہوتا جیسا کہ آیت "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" میں اشارہ ہے۔ مخرج کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ نے ایک سائل کے جواب میں رجعت سے کی ہے، جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی تھی تو آپؓ نے کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" اور تم نے اللہ سے خوف نہیں کیا لہذا میں تمہارے لئے خلاصی کی کوئی راہ نہیں پاتا، تم نے اللہ کی نافرمانی کی اور تم سے تمہاری بیوی جدا ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے تینوں طلاقیں نافذ کر کے طلاق دینے والے کا راستہ بند کر کے اسے سزا دی ہے کیونکہ اس نے اللہ کا خوف نہیں کیا اور خود پر ظلم کیا اور اللہ کی حدود سے تجاوز کیا، جس کی تائید سنن ابو داؤد کی درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

عن مجاهد قال كنت عند ابن عباس فجاء رجل فقال إنه طلق امرأته ثلاثا. قال فسكت حتى ظننت أنه رادها إليه. ثم قال ينطلق أحدكم فيركب الحموقة ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس وإن الله قال (ومن يتق الله يجعل له مخرجا) وإنك لم تتق الله فلم أجد لك مخرجا عصيت ربك وبانت منك امرأتك. (سنن أبي داود، رقم الحديث: 2197)



ترجمہ: حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور ان سے کہنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما خاموش رہے، یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ وہ اسے اس کی طرف لوٹا دیں گے، پھر انہوں نے کہا: تم لوگ بیوقوفی تو خود کرتے ہو پھر آ کر کہتے ہو: اے ابن عباس! اے ابن عباس! حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "ومن يتق الله يجعل له مخرجا" اور تو اللہ سے نہیں ڈرا لہذا میں تیرے لیے کوئی راستہ بھی نہیں پاتا، تو نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی لہذا تیری بیوی تیرے لیے (تینوں طلاقوں سے) بائنہ ہو گئی ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)



اب چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ ہوں جن سے مذکورہ مؤقف ثابت ہو رہا ہے:

أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبانا ثم قال أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم حتى قام رجل وقال يا رسول الله ألا أقتله(سنن النسائي - 6 / 453)

"آنحضرت ﷺ کو اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے اکٹھی تین طلاقیں دیدی ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ غصہ میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ میری موجودگی میں اللہ تعالی کتاب سے کھیلا جارہا ہے۔"

اس روایت میں آپ ﷺ نے غصہ کا اظہار تو کیا لیکن تین طلاق کو ایک طلاق قرار نہیں دیا بلکہ تینوں کو نافذ فرمایا جیسا کہ حافظ ابن القیمؒ نے فرمایا:"فلم يرده النبي ﷺ بل امضاه"

عن سهل بن سعد فى هذا الخبر قال فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم(سنن أبي داود- 2/ 242)

"حضرت عویمرؓ نے اپنی بیوی کو آنحضرت ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیدیں تو آپ ﷺ نے تینوں کو نافذ فرمایا۔"

كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرة أو مرتين فإن النبيﷺ أمرني بهذا فإن طلقتها(طلقها)ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجا غيرك(غيره)(صحيح البخاري - 1 / 90)

"حضرت ابن عمرؓ سے جب اس شخص کے متعلق سوال کیا جاتا جس نے تین طلاقیں دی ہوں تو فرماتے: اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں دی ہوتی (تو رجوع کر سکتا تھا) کیونکہ حضور ﷺ نے مجھے اس (رجعت) کا حکم دیا تھا، اور اگر تین طلاقیں دیدیں تو عورت حرام ہوجائے گی یہاں تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے۔"

ان احادیثِ طیبہ کے علاوہ بھی ایسی روایات موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے عہدِ مبارک میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی تھیں۔

غیر مقلدین حضرات جو ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرتے ہیں وہ عام طور پر درج ذیل دو روایات سے استدلال کرتے ہیں:

حدیث نمبر1:عن ابن عباس ، قال : طلق ركانة بن عبد يزيد أخو بني المطلب امرأته ثلاثا في مجلس واحد ، فحزن عليها حزنا شديدا ، قال : فسأله رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف طلقتها ؟ قال : طلقتها ثلاثا ، قال : فقال : في مجلس واحد ؟ قال:نعم، قال:فإنما تلك واحدة فأرجعها إن شئت قال : فراجعها(مسند أحمد - 4 / 488)

(جاری ہے۔۔۔)

"حضرت رکانہؓ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں اور پھر وہ بہت افسردہ ہوگئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے کیسے طلاق دی؟ انہوں نے عرض کیا کہ تین طلاقیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ایک مجلس میں؟ عرض کیا جی ہاں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو رجوع کرلو، چنانچہ انہوں نے رجوع کرلیا"۔

حدیث نمبر2: عن ابن عباس رضي الله تعالي عنه قال ؛ كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة الحديث. (صحيح مسلم - 2 / 1099)

"حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت کے دو سالوں میں (ایک مجلس کی) تین طلاقیں ایک ہوا کرتی تھی۔"

غیر مقلدین اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کیلئے عام طور پر مذکورہ بالا دو روایتوں سے استدلال کرتے ہیں، لیکن ان دو روایتوں سے مذکورہ مؤقف پر درج ذیل وجوہات کی بنا پر استدلال درست نہیں ہے۔

حدیث نمبر 1: میں حضرت رکانہؓ کی طلاق کا جو قصہ مذکور ہے اس میں روایات کے اندر اضطراب پایا جاتا ہے بعض روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو لفظِ "بتّہ" سے طلاق دی تھی، اور طلاقِ "بتّہ" سے مراد وہ طلاق ہے جس میں ایک سے تین طلاقوں تک کی گنجائش ہوتی ہے، یعنی اگر ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک، اور تین کی نیت ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی، اسی اضطراب کی وجہ سے اس روایت کے بارے میں علماءِ حدیث نے مختلف اقوال اختیار کئے ہیں، مثلاً:



حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو "معلول" قرار دیا۔

علامہ ابن عبد البرؒ نے اس کو "ضعیف" قرار دیا۔

حضرت امام ابو بکر جصاصؒ اور علامہ ابن الہمامؒ نے اس کو "منکر" فرمایا۔ کیونکہ یہ روایت ان [illegible] اور ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے جنہوں نے لفظِ "بتّہ" کے ذریعہ طلاق دینا نقل کیا ہے۔

حضرت امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے کہ حضرت رکانہؓ نے اپنی بیوی کو طلاقِ "بتّہ" دی تھی کیونکہ حضرت رکانہؓ کے گھر والوں نے اس کو روایت کیا ہے اور گھر والے گھر کے قصہ کو دوسروں سے زیادہ بہتر جانتے ہیں، چنانچہ امام ابو داؤدؒ نے فرمایا:

(جاری ہے۔۔۔)

عن عبد الله بن على بن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده أنه طلق امرأته البتة فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال « ما أردت ». قال واحدة. قال « آلله ». قال آلله. قال « هو على ما أردت ». قال أبو داود وهذا أصح من حديث ابن جريج أن ركانة طلق امرأته ثلاثا لأنهم أهل بيته وهم أعلم به (سنن أبى داود - 2 / 231)

''حضرت یزید اپنے والد حضرت رکانہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاقِ ''بتّہ'' دیدی، پھر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہاری نیت کیا تھی؟ عرض کیا کہ ایک طلاق کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم؟ عرض کیا جی ہاں اللہ کی قسم، آپ ﷺ نے فرمایا جو تم نے نیت کی وہی معتبر ہے (یعنی نیت کے مطابق ایک طلاق واقع ہوئی) امام ابو داوٗدؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث بیان کرنے والے ان کے اپنے گھر کے افراد ہیں اور وہ اس واقعہ کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جانتے ہیں۔''

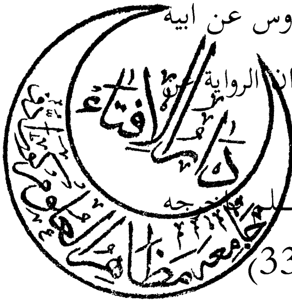
خلاصہ یہ کہ حضرت رکانہؓ نے اس وجہ سے رجوع نہیں کیا تھا کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو آنحضرت ﷺ نے ایک طلاق شمار کر کے ان کو رجوع کا حکم دیا تھا، بلکہ اس وجہ سے رجوع کیا تھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق کی نیت سے طلاقِ ''بتّہ'' دی تھی۔

حدیث نمبر2: اسی طرح غیر مقلدین کا دوسری حدیث سے بھی اپنے مؤقف پر درج ذیل وجوہات کی بناء پر استدلال کرنا درست نہیں ہے:

الف: اس روایت میں راوی کو وہم ہوا ہے کیونکہ ابن طاؤسؒ سے اس کے خلاف روایت منقول ہے، اور علامہ باجیؒ نے حضرت ابن طاؤسؒ کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے، چنانچہ ''اوجز المسالک'' میں اس مضمون کو درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

في اوجز المسالك شرح الموطا للامام مالك نقلا عن الباجي : و روي عن ابن عباس في ذالك من رواية طاوس ، قال فيه بعض المحدثين : هو و هم، و قد روي ابن طاوس عن ابيه عن ابن وهب خلف ذلك وانما وقع الوهم في التاويل، قال الباجي: و عندي ان الرواية عن ابن طاوس بذلك صحيحة فقد رواه عنه الائمة معمر وابن جريج و غيرهما(231/4)

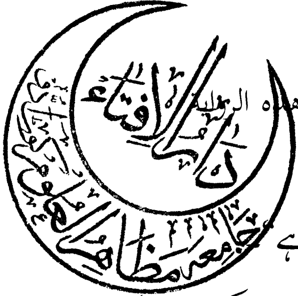
و في السنن الكبري للبيهقي : و هذا الحديث مااختلف فيه البخاري و المسلم فاخرجه مسلم و تركه البخاري و اظنه انما لمخالفته سائر الروايات عن ابن عباس (337/7)



''اس حدیث کے بارے میں حضرت امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کا اختلاف ہوا، سو امام مسلمؒ نے اس کو اپنی

(جاری ہے۔۔۔)

کتاب میں نقل کیا اور امام بخاریؒ نے چھوڑ دیا اور میرے خیال میں امام بخاریؒ نے اس روایت کو اس لئے نہیں لیا کہ یہ روایت حضرت ابن عباسؓ کی دیگر روایات کے خلاف ہے۔"



و في الجوهر النقي علي هامش السنن الكبري: و ذكر صاحب الاستذكار: ان هذه الرواية و هم غلط لم يصرح عليها احد من العلماء(337/7)

"صاحبِ استذکارؒ نے فرمایا کہ یہ روایت وہم اور غلط ہے، علماء میں سے کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا ہے"

ب: اگر وہم وغیرہ سے قطع نظر بھی کیا جائے تو بھی اس حدیث کے کئی معنی و مطلب ہوسکتے ہیں، ایک مطلب وہ بھی بن سکتا ہے جو غیر مقلدین نے لیا ہے، لیکن یہ مطلب دوسری احادیث کی بناء پر درست نہیں، اور فقہاء کرامؒ میں سے کسی نے بھی اس مطلب کو صحیح قرار دیکر یہ نتیجہ نہیں نکالا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین نہیں بلکہ ایک شمار ہوگی۔ لہذا اس کا سب سے زیادہ صحیح اور قوی معنی و مطلب ذیل میں بیان کیا جاتا ہے جسے حضرت امام قرطبیؒ نے پسند فرمایا ہے اور جس کو خود حضرت عمرؓ کے قول سے تقویت ملتی ہے۔

اس حدیث شریف میں کسی عام قاعدہ کا ذکر نہیں، بلکہ اس کا تعلق ایک خاص صورت سے ہے اور وہ یہ ہے کہ شوہر لفظِ طلاق کو "تاکید" کی نیت سے دوہرائے، ہر جملہ سے الگ الگ طلاق کی نیت نہ ہو تو اس صورت میں شوہر کی تصدیق کی جائے گی اور ایک ہی طلاق کے واقع ہونے کا حکم جاری کیا جائے گا، لیکن شوہر کی تصدیق اس وقت تک کی جاتی تھی اور شوہر پر اس وقت تک اعتماد کیا جاتا تھا جب لوگوں کے سینہ اور دل دھوکہ و فریب سے صاف و شفاف تھے، لیکن جب حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں لوگوں میں جھوٹ، دھوکہ اور فریب کا رواج ہونے لگا اور اب کسی کی دیانت پر بھروسہ کرکے اس کے دعوی کی تصدیق مشکل ہوگئی، تو حضرت عمرؓ نے ظاہری تکرار کو دیکھ کر اس کے مطابق تینوں طلاقوں کو نافذ فرمایا اور نیتِ تاکید کے دعوی کو قبول نہیں فرمایا۔

وهذا الجواب ارتضاه القرطبي وقواه بقول عمر: «إن الناس استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة» وكذا قال النووي: إن هذا أصح الأجوبة.(تكملة فتح الملهم بشرح صحيح الإمام مسلم - 1 / 114)

"اس جواب کو علامہ قرطبیؒ نے پسند فرمایا اور حضرت عمرؓ کے قول سے اس کی تائید بھی فرمائی جس میں انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے مہلت والی چیز میں جلد بازی سے کام لیا، حضرت امام نوویؒ نے بھی یہی فرمایا ہے اور یہ صحیح ترین جواب ہے"۔

(جاری ہے۔۔۔)

اب چند مشہور اور کبارِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاوی ملاحظہ ہوں جن میں تین طلاقوں کو تین ہی شمار کیا ہے، یہ فتاوی مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں:

كان عمر إذا أتي برجل قد طلق امرأته ثلاثا في مجلس ، أوجعه ضربا ، وفرق بينهما (مصنف ابن أبي شيبة - 5 / 11)

"حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں جب کسی ایسے شخص کو حاضر کیا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو حضرت عمرؓ اس کو سزا دیتے اور میاں بیوی کے درمیان علیحدگی بھی فرماتے۔"

جاء رجل إلى عثمان فقال : إني طلقت امرأتي مئة ، قال : ثلاث يحرمنها عليك، وسبعة وتسعون عدوان.(مصنف ابن أبي شيبة - 5 / 13)

"ایک آدمی حضرت عثمانؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ تین طلاقوں سے بیوی تمہارے اوپر حرام ہوگئی ہے، اور باقی ستانوے حد سے تجاوز ہیں"۔

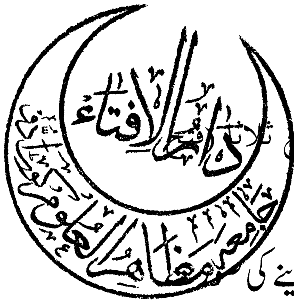
جاء رجل إلى علي ، فقال : إني طلقت امرأتي ألفا ، قال : بانت منك بثلاث الخ. (مصنف ابن أبي شيبة - 5 / 13)

"ایک آدمی حضرت علیؓ کے پاس آکر عرض کرنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دیں، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تین طلاقوں سے بیوی تم سے الگ ہوگئی"۔

عن عبد الله ؛ أنه سئل عن رجل طلق امرأته مئة تطليقة ؟ قال : حرمتها ثلاث ، وسبعة وتسعون عدوان.(مصنف ابن أبي شيبة - 5 / 12)

حضرت عبداللہؓ سے کسی شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تین طلاقوں سے حرام ہوگئی"

ان حضراتِ صحابہ کرامؓ کے علاوہ حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عمران بن حصین اور حضرت مغیرہ بن شعبہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتوی بھی یہی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔



اب مذاہبِ اربعہ کی چند عبارات ملاحظہ ہوں:

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث (فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي - 7 / 457)

"جمہور صحابہؓ، تابعین اور بعد میں آنے والے اماموں کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاق دینے کی صورت میں تینوں طلاقیں واقع ہوں گی"۔

(جاری ہے۔۔۔)

وقال العلامة الحطاب المالي رحمه الله : وكلما طلق يلزمه...انتهى[مواهب الجليل] (4/ 39)

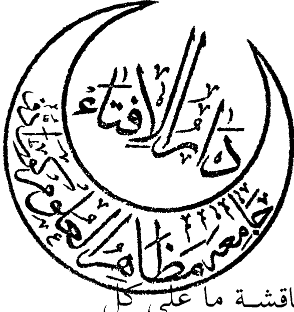
"تین طلاقیں شوہر جس طریقہ سے بھی دیدے وہ تینوں نافذ ولازم ہوں گی"۔

فقال الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث (شرح النووي على مسلم - 10 / 70)

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور اگلے پچھلے علماء میں سے جمہور علماءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینے کی صورت میں بھی تین ہی واقع ہوں گی"

وقال ابن قدامة : وإن طلق ثلاثا بكلمة واحدة وقع الثلاث وحرمت عليه حتى تنكح زوجا غيره ، ولا فرق بين قبل الدخول وبعده ، روى ذلك عن ابن عباس ، وأبي هريرة ، وابن عمر ، وعبد الله بن عمرو ، وابن مسعود ، وأنس ، وهو قول أكثر أهل العلم من التابعين ، والأئمة بعدهم(مجلة البحوث الإسلامية اعني فتاوي علماء الحرمين الشريفين بالعربية- 3 / 54) و (البحوث العلمية لهيئة كبار العلماء بالمملكة العربية السعودية - 1 / 307)

"اگر شوہر نے تین طلاقیں دی تو تینوں واقع ہوں گی اور بیوی حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرلے اور ایک لفظ سے تین طلاقیں دینے میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کا کوئی فرق نہیں ہے، یہ بات حضرت ابن عباسؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عمرؓ، عبد اللہ بن عمروؓ، ابن مسعودؓ اور انسؓ سے مروری ہے اور یہی قول جمہور تابعینؒ اور بعد میں آنے والے ائمہؒ کا ہے"۔



سعودی عرب کی "مجلس ہیئت کبار علماء" کا فیصلہ:

مجلس ہیئت کبار علماء نے جو فیصلہ کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

وبعد دراسة المسألة وتداول الرأي واستعراض الأقوال التي قيلت فيها ومناقشة ما على كل قول من إيراد توصل المجلس بأكثريته إلى اختيار القول بوقوع الطلاق الثلاث بلفظ واحد ثلاثا (مجلة البحوث الإسلامية - 3 / 165)و(البحوث العلمية لهيئة كبار العلماء بالمملكة العربية السعودية - 1 / 483)

"مسئلہ موضوعہ کے مکمل مطالعہ، تبادلۂ خیال اور تمام اقوال کا جائزہ لینے اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات پر جرح و مناقشہ کے بعد مجلس نے اکثریت کے ساتھ ایک لفظ کی تین طلاق سے تین طلاق واقع ہونے کا قول اختیار کیا ہے۔"

(جاری ہے---)

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں اکٹھی دینا خواہ ایک جملہ سے ہوں یا الگ الگ [1] جملوں سے ہوں اگرچہ شرعاً ناپسندیدہ ہے، تاہم قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیصلوں کی روشنی میں تینوں طلاقیں واقع ہوکر حرمتِ مغلظہ ثابت ہوجاتی ہے، نیز امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ الغرض جمہور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم اور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مسلک ہے اور سعودی حکومت کے مقرر کردہ علماء بورڈ کا بھی یہی مسلک ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد عاصم عصمہ اللہ تعالیٰ

دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

۰۹/ محرم الحرام/ ۱۴۴۰ھ

۲۰/ ستمبر/ ۲۰۱۸ء

الجواب صحیح

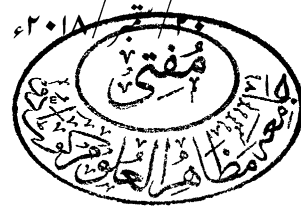
محمد عبدالجلیل عفی عنہ

رئیس دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

۰۹/ محرم الحرام/ ۱۴۴۰ھ

۲۰/ ستمبر/ ۲۰۱۸ء





[1] جبکہ مدخول بہا ہو یا خلوتِ صحیحہ پائی گئی ہو۔